حافظ عبدالرشید ارشد
مدیر: ماہنامہ ''الرشید'' لاہور

تاریخ کا سچ

ملک کے امن امان کی جو صورت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہر روز چوریاں' ڈکیتیاں، عورتوں اور معصوم بچیوں کا اغوا، گینگ ریپ، قتل و غارت گری، بم دھماکے اور بنکوں کو لوٹنے کا روزانہ معمول بن چکا ہے۔

نوابزادہ لیاقت علی خاں شہید کے قتل (اکتوبر ۱۹۵۱ء) کے بعد مجلس احرار اسلام نے اوکاڑہ میں ''دفاعِ پاکستان کانفرنس'' منعقد کی۔ میں اس میں حاضر ہوا تھا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا:

نا دیدنی کی دید سے ہوتا ہے خونِ دل
بے دست و پا کو دیدۂ بینا نہ چاہیے

فرمایا: ''میں جج ہوتا اور فیصلہ میں نے کرنا ہوتا تو میں بتاتا کہ کس نے اور کیوں قتل کیا ہے؟ ایس پی راولپنڈی کے ہوتے ہوئے سید اکبر جیسا مشکوک شخص سٹیج کے اتنے قریب کیوں بیٹھا کہ وہاں سے گولی لیاقت علی خاں کے لگے' گولی کسی اور جگہ سے آئی اور سید اکبر کو پکڑ لیا گیا۔ اگر نجف خاں کو پکڑ کر پولیس کے بڑے افسر اس کی گردن مروڑتے تو وہ سب کچھ اُگل دیتا۔'' پھر منافقین سے متعلق قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

لا تعلمهم الله يعلمهم (اے نبی ﷺ آپ ان کو نہیں جانتے' اللہ ان کو جانتے ہیں۔)

فرمایا: ''دو تین وزراء راولپنڈی میں موجود تھے' وہ جلسے میں کیوں نہیں آئے؟ یہ سازش تھی۔ وزیر اعظم کی تقریر میں انہیں سٹیج پر ہونا چاہیے تھا۔ وہ اس لیے نہیں آئے کہ گولی کی آنکھ نہیں ہوتی' وہ کسی کے بھی لگ سکتی تھی۔ پھر لیاقت علی خاں کی شہادت کی فائل ایک ڈی آئی جی ہوائی جہاز پر لے جا رہا تھا' اس کو روات کے قریب گرا دیا گیا۔ امیر شریعتؒ نے فرمایا کہ جج کی کرسی پر اگر میں بیٹھا ہوں تو سب کچھ افشا کر دوں۔ امیر شریعت نے افغانوں کا انداز بنا کر، داڑھی منہ میں رکھ کر اور کلہاڑی کندھے پر رکھ کر کہا کہ افغانستان کے عوام پاکستان کے خلاف یوں بیٹھے ہوئے ہیں کہ پاکستان کا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ قادیانی کیوں ہے؟''

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے سامنے یہ بحث ہوئی کہ آیا لیاقت علی کا قتل شہادت ہے؟ تو حضرتؒ نے فرمایا: ''میں کہتا ہوں از روئے شریعت یہ شہادت ہے۔'' آج حضرتؒ سے عناد رکھنے والے طرح طرح کی ان کے متعلق باتیں کرتے ہیں کہ انہوں نے پاکستان کی مخالفت (اختلاف) کی تھی۔ ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھے والوں کو یہ باتیں زیب نہیں دیتیں۔ قیام پاکستان کے بعد حضرت مدنیؒ نے فرمایا تھا ''مسجد بننے سے پہلے اختلاف ہوتا ہے

۔بننے کے بعد اس کی آبادی کی فکر کرنی چاہیے۔‘‘

مولانا ابوالکلام آزادؒ (جولائی ۱۹۵۱ء) مشرق وسطیٰ کے دورے پر آئے تو چند گھنٹے کراچی رکے، فوراً کار لے کر قائداعظم کے مزار پر گئے اور فاتحہ پڑھی، فرمایا:

’’ہندوستان کے تقسیم ہونے، نہ ہونے پر اجتہادی اختلاف تھا وہ ختم ہو گیا۔‘‘

یہ مولانا ابوالکلام آزادؒ کی عظمت ہے کہ جن کے متعلق قائداعظم نے ایک دفعہ نازیبا الفاظ (Show Boy) کہے تھے، لیکن وہ پھر بھی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیے گئے۔

دنیا میں ’’ادلے کا بدلہ‘‘ مل کر رہتا ہے۔ قائداعظم نے ایک دفعہ خضر حیات خاں کو اپنے سیکرٹری سے فون کروایا تو خضر حیات خاں نے جواب دیا کہ ’’میں بات نہیں کرنا چاہتا‘‘ اس پر موصوف نے کہا کہ ’’کوئی بھی آدمی اتنی ہلکی حرکت نہیں کر سکتا کہ کہے میں بات نہیں کروں گا‘‘۔ ’’جیسے کو تیسا‘‘ فوراً ہی جواب مل گیا۔

’’نوائے وقت‘‘ ۴؍اگست ۲۰۰۴ء کو غالباً پونم کے کسی شخص کا بیان آیا ہے کہ ہم قائداعظم کو قائداعظم نہیں سمجھتے، وہ محمد علی جناح ہیں۔ ایسی باتیں پڑھ کر، سن کر دکھ ہوتا ہے لیکن کیا کیجیے کوئی کسی کی زبان نہیں پکڑ سکتا۔ ویسے دیکھئے کہ پاکستان میں دو تین سال میں تین وزیراعظم بنے ہیں۔ صدر مشرف سمیت شوکت عزیز پر قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے۔ ہر شعبۂ زندگی کے اہم افراد قتل ہو رہے ہیں۔ کیا اس کے سدِّ باب کے لیے کوئی طریقہ نہیں؟

(مطبوعہ: الرشید۔ لاہور، اگست ۲۰۰۴ء)

ماھانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 25؍نومبر 2004ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم جامعہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961